شب قدر اور ختم قرآن کریم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِo

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَامُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَاهَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِيْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

"اور ہم قرآن (کے ذریعہ) سے وہ چیز نازل کرتے ہیں جو مومنوں کے لئے شفا اور رحمت ہے"۔

محترم حضرات اور عزیز طلبہ! ماہ رمضان المبارک کو اللہ رب العزت کے کلام قرآن مجید سے خاص مناسبت ہے۔اسی ماہ مقدس میں قرآن مجید کا نزول ہوا،اس ماہ کی خاص الخاص عبادت نماز تراویح ہے،جس میں بندگان مومن اللہ کے کلام قرآن مجید کو والہانہ ذوق وشوق سے سنتے ہیں،اور حفاظ کرام بڑے ہی اچھے انداز میں حسن

صوت اور تجوید و ترتیل کا لحاظ رکھتے ہوئے سناتے ہیں، چاروں طرف اللہ کے کلام قرآن مجید ہی کی گونج ہوتی ہے، خاص و عام کی زبان پر اللہ کا کلام ہوتا ہے، نماز تراویح میں پورا قرآن مجید پڑھنا اور سننا ایک مستقل عبادت و سنت ہے، صحیح مذہب کے مطابق ماہ رمضان میں ایک مرتبہ قرآن مجید ختم کرنا سنت ہے اور رمضان المبارک کی ستائیسویں شب میں قرآن مجید کا ختم کرنا افضل اور مستحب ہے۔ اسلئے پہلے میں شب قدر کے بارے میں کچھ عرض کروں گا اور پھر ختم قرآن کے متعلق۔

جس طرح رمضان المبارک کو دوسرے مہینوں کے مقابلہ میں فضیلت حاصل ہے اسی طرح اس کا آخری عشرہ پہلے دونوں عشروں سے بہتر ہے، اور شب قدر اکثر و بیشتر اسی عشرے میں ہوتی ہے، اس لئے حضور اکرم ﷺ عبادت وغیرہ کا اہتمام اس میں اور زیادہ کرتے تھے اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشری میں عبادت وغیر میں وہ مجاہدہ کرتے اور وہ مشقت اٹھاتے جو دوسرے دنوں میں نہیں کرتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رمضان المبارک کا آخری عشرہ شروع ہوتا تو رسول اللہ ﷺ کمر کس لیتے اور شب بیداری کرتے (یعنی پوری رات عبادت اور ذکر و دعا میں مشغول رہتے) اور اپنے گھر کے لوگوں کو بھی جگا دیتے (تا کہ وہ بھی ان راتوں کی برکتوں اور سعادتوں میں حصہ لیں)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شب قدر کو تلاش کرو، رمضان کی آخری دس راتوں میں سے طاق راتوں میں تلاش کرو۔

شب قدر کی اگر اس طرح تعیین کردی جاتی کہ وہ خاص فلاں رات ہے تو بہت سے لوگ بس اسی رات میں عبادت وغیرہ کا خاص اہتمام کیا کرتے، اللہ تعالیٰ نے اس کو مبہم فرمادیا تاکہ امت کسی ایک رات پر قناعت نہ کرے۔

البتہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی نشاندہی کے طور پر فرمایا کہ رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں اس کا زیادہ امکان ہے۔ اس لئے ان راتوں کا خاص اہتمام کیا جائے۔ بعض صحابہ کا خیال تھا کہ شب قدر عموماً رمضان کی ستائیسویں ہی کو ہوتی ہے، زراء بن حبیش جو اکابر تابعین میں سے ہیں، بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ کے دینی بھائی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جو کوئی پورے سال کی راتوں میں کھڑا ہوگا (یعنی ہر رات عبادت کیا کرے گا) اس کو شب قدر نصیب ہو ہی جائے گی، پس جو اس کی برکات کا طالب ہو، اسے چاہئے کہ سال کی ہر رات کو عبادت سے معمور کرے، اس طرح وہ یقینی طور پر شب قدر کی برکات پاسکے گا۔

رمضان کی طاق راتیں

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے شب قدر کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ رمضان کے اخیر عشرہ کی طاق راتوں میں ہے ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹ یا رمضان کی آخر رات میں جو شخص ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے اس رات میں عبادت کرے اس کے پچھلے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اس رات کی منجملہ اور علامتوں کے یہ ہے کہ وہ رات کھلی ہوئی چمکدار ہوتی ہے، صاف شفاف نہ زیادہ گرم نہ زیادہ ٹھنڈی، بلکہ معتدل گویا کہ اس میں (انوار کی کثرت کی وجہ سے) چاند کھلا ہوا ہے، اس رات میں صبح تک آسمان کے ستارے شیاطین کو نہیں

مارے جاتے، نیز اس کی علامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس کے بعد کی صبح کو آفتاب بغیر شعاع کے طلوع ہوتا ہے، ایسا بالکل ہموار ٹکیہ کی طرح جیسا کہ چودھویں رات کا چاند۔ اللہ جل شانہٗ نے اس کے دن کے آفتاب کے طلوع کے وقت شیطان کو اس کے ساتھ نکلنے سے روک دیا (بخلاف اور دنوں کے کہ طلوع آفتاب کے وقت شیطان کا اس جگہ ظہور ہوتا ہے)۔

اس حدیث کے آخر میں شب قدر کی چند علامات ذکر کی ہیں جن کا مطلب صاف ہے کسی توضیح کا محتاج نہیں، ان کے علاوہ اور بھی بعض علامات روایات میں اور ان لوگوں کے کلام میں ذکر کی گئی ہیں جن کو اس رات کی دولت نصیب ہوتی ہے بالخصوص اس رات کے بعد جب صبح کو آفتاب نکلتا ہے تو بغیر شعاع کے نکلتا ہے۔ یہ علامت بہت سی روایات حدیث میں وارد ہوئی ہے اور ہمیشہ پائی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ اور علامتیں لازمی نہیں ہیں۔ عبدۃ بن ابی لبابۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رمضان المبارک کی ستائیسویں شب کو سمندر کا پانی چکھا تو بالکل میٹھا تھا ایوب بن خالد کہتے ہیں کہ مجھے نہانے کی ضرورت ہوگئی میں نے سمندر کے پانی سے غسل کیا تو بالکل میٹھا تھا اور یہ تیئیسویں شب کا قصہ ہے۔

مشائخ نے لکھا ہے کہ شب قدر میں ہر چیز سجدہ کرتی ہے، حتیٰ کہ درخت زمین پر گر جاتے ہیں اور پھر اپنی جگہ کھڑے ہو جاتے ہیں، مگر ایسی چیزوں کا تعلق امور کشفیہ سے ہے جو ہر شخص کو محسوس نہیں ہوتے۔

حضرت عائشہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر مجھے شب قدر کا پتہ چل جائے تو کیا دعا مانگوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اَللّٰھُمَّ سے اخیر تک دعا بتلائی،

جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے اللہ تو بے شک معاف کرنے والا ہے اور پسند کرتا ہے معاف کرنے کو، پس مجھے معاف فرما۔

زراء بن جیش رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ بات نقل کر کے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ کا اس بارے میں کیا ارشاد ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ بھائی ابن مسعود پر خدا کی رحمت ہو، ان کا مقصد اس بات سے یہ تھا کہ لوگ (کسی ایک ہی رات کی عبادت پر) قناعت نہ کرلیں ورنہ ان کو یہ بات یقیناً معلوم تھی کہ ستائیسویں شب ہی ہوتی ہے۔

اس عدم تعیین کی بڑی حکمت یہی ہے کہ طلب گار بندے مختلف راتوں میں عبادت وذکر ودعا کا اہتمام کریں، ایسا کرنے والوں کی کامیابی یقینی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب شب قدر ہوتی ہے تو جبرئیل امین فرشتوں کے جھرمٹ میں نازل ہوتے ہیں اور ہر اس بندے کیلئے دعائے رحمت کرتے ہیں جو کھڑا یا بیٹھا اللہ تعالیٰ کے ذکر وعبادت میں مشغول ہو۔

ختم قرآن کا مسنون طریقہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ختم قرآن کے وقت سورۂ ناس تلاوت فرماتے تو پھر سورۂ فاتحہ شروع قرآن سے افتتاح کرتے اور پھر سورۂ بقرہ (هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ) تک پڑھ کر ختم قرآن کی دعا کرتے، تراویح میں ختم قرآن کے موقع پر انیسویں رکعت میں سورۂ فاتحہ پھر سورۂ فلق اور سورۂ ناس پڑھنا اور بیسویں رکعت میں سورۂ فاتحہ پھر سورۂ بقرہ کا کچھ حصہ مفلحون تک پڑھنا مستحب ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ لوگوں میں سب سے بہتر وہ ہے جو ٹھہر کر آگے چل دے۔ یعنی قرآن ختم کر کے پھر شروع کر دے۔ بعض جگہ رواج ہے تراویح کی بیسویں رکعت میں تین مرتبہ سورۂ اخلاص سورۂ ناس اور سورۂ بقرہ مفلحون تک اور دوسری دعائیں پڑھنا، یہ صحیح طریقہ نہیں ہے۔

ختم قرآن کی دعا

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی قرآن مجید ختم کرے تو اسے چاہئے کہ وہ یہ دعا کرے (دعا قرآن مجید کے آخر میں لکھی ہوئی ہے) ختم قرآن کے وقت یہ دعا ایک بار ضرور پڑھنا چاہئے۔

ختم قرآن کے وقت قبولیت دعا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے کے لئے ایک ایسی دعا مقدر کی گئی ہے جو ہر حال میں قبول کی جاتی ہے، بس اگر دعا مانگنے والا چاہئے تو جلدی کر کے اس کے انعامات کو دنیا ہی میں مانگ لے اور اگر چاہے تو اس کو آخرت کے لئے مؤخر کر دے۔ اس دعا سے مراد ختم قرآن کے وقت کی وہ دعا ہے جو بارگاہ خداوندی میں رد نہیں ہوتی ہے، اگر اس کا بدلہ دنیا میں مانگے تو دنیا میں ملے گا اور اگر آخرت میں مانگے تو آخرت میں ملے گا۔ اس قرآن مجید کے ذریعہ دنیا و آخرت کی جتنی خیر اور بھلائی مانگے گا اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اور اپنے کلام قرآن مجید کی برکت سے بندگان مومن کو سب کچھ عطا فرمائیں گے۔

صحابی رسول حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر ختم قرآن کے وقت دعا قبول ہوتی ہے۔ اس حدیث مبارک کے الفاظ عام ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر دعا قبول ہوتی ہے، چاہے ایک ہو یا متعدد ہوں اور ختم قرآن کریم کی مجلس میں ہوں۔ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے قرآن مجید ختم کیا اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے قرآن ختم کیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا اور اپنے پروردگار سے استغفار کیا بس اس نے صرف ختم قرآن کریم ہی نہیں کیا بلکہ ختم قرآن، اللہ کی حمد وثنا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ سے خیر اور بھلائی طلب کی ہے۔ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرات صحابہ کرام ختم قرآن مجید کے مبارک موقع پر جمع ہوتے تھے۔ اور فرمایا کہ اس وقت رحمت خداوندی نازل ہوتی ہے۔

ختم قرآن کے وقت انعامات خداوندی

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو افتتاح تلاوت قرآن مجید کے موقع پر حاضر ہوا گویا وہ لشکر اسلام کے جہاد کے افتتاح کے وقت حاضر ہوا، اور جو ختم قرآن کی مجلس میں حاضر ہوا گویا وہ اموال غنیمت کی تقسیم کے وقت حاضر ہوا۔

ختم قرآن اور ہمارا اقرار

مجلس ختم قرآن بڑی عظیم الشان اور بابرکت مجلس ہے، اللہ تعالیٰ اس وقت میں اپنی رحمتوں اور عطاؤں کے خزانے لٹا رہے ہوتے ہیں، اس لئے ہم اس بابرکت اور

پرنور مجلس میں نہایت اہتمام کے ساتھ ثواب کی امید سے شرکت کر کے اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتوں کو ضرور حاصل کرنے کی کوشش کریں اور اس اہم اور مبارک مجلس میں ہم صدق دل سے اپنے پاک پروردگار سے یہ اقرار کریں کہ قرآن مجید سے ہم اپنا رشتہ مضبوط سے مضبوط رکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

☆☆☆